علمی مضامین سلسلہ نمبر ۵۹

''اَلحامد ٹرسٹ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم خطوط اور مضامین کو سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جو تا حال طبع نہیں ہو سکے جبکہ ان کی نوع بنوع خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ افادۂ عام کی خاطر اِن کو شائع کر دیا جائے۔ اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد واخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تا کہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔ (اِدارہ)

محنت اَور کسبِ حلال کی اہمیت

یہ مضمون اَگست ۱۹۶۹ء میں ''اِسلام اَور عصر حاضر کے تقاضے'' کے زیرِ عنوان لاہور میں محکمہ اَوقاف کے تحت منعقد ہونے والے چار روزہ سیمینار میں پڑھا گیا۔ (اِدارہ)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ !

اِسلام نے کسبِ حلال اَور اَپنی محنت سے کمانے پر جتنا زور دیا ہے اُتنا کسی مذہب میں زور نہیں دیا گیا، حدیث شریف میں اِرشاد ہے :

طَلَبُ کَسْبِ الْحَلَالِ فَرِیْضَۃٌ بَعْدَ الْفَرِیْضَۃِ. (مشکوۃ رقم الحدیث ۲۷۸۱)

''حلال کمائی طلب کرنی مسلمان پر فرض کے بعد دُوسرا فرض ہے۔''

یعنی اَگر پہلا فرض صحیح عقائد وعبادات ہیں تو دُوسرا کسبِ حلال ہے کیونکہ بغیر کمائے نظامِ معاشِ اِنسانی نہیں چل سکتا اَور حلال کمائی ہی تقوی اَور طہارت کی بنیاد ہے۔

☆ صِفَۃُ الصَّفْوَۃ میں اَبو الفرج اِبن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک پسندیدہ شخصیت کا واقعہ لکھا ہے کہ

''نافع جو حضرت عبداللہ اِبن عمر رضی اللہ عنہما کے مولیٰ (آزاد کردہ غلام) تھے، بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ گرمیوں کے دِنوں میں مدینہ منورہ کے اَطراف میں ایک جگہ حضرت اِبن عمرؓ کے ساتھ گیا، ساتھ میں کچھ اَور لوگ بھی تھے دَسترخوان بچھایا گیا، اِتنے میں ایک چرواہا گزرا۔

حضرت عبداللہ نے اُسے کھانے میں شرکت کے لیے بلایا۔

اُس نے عرض کیا کہ میں روزہ سے ہوں۔

حضرت عبداللہ نے فرمایا کہ اِتنی سخت گرمی میں اِن گھاٹیوں اَور پہاڑوں میں بکریوں کے پیچھے پیچھے پھر رہے ہو اَور روزہ سے ہو۔

اُس نے عرض کیا کہ اُبَادِرُ اَیَّامَ الْخَالِیَةِ میں نیکی میں اِن دِنوں سے سبقت کر رہا ہوں جو گزر ہی جائیں گے (یعنی اِس وقت کو غنیمت سمجھتا ہوں جو گزر رہا ہے اَور اِسے کام میں لانے میں عجلت سے کام لے رہا ہوں کیونکہ یہ پتہ نہیں کہ کتنی مدت اَور باقی ہے اَور وقت ایسی چیز ہے جو گزر ہی جاتا ہے)۔

حضرت اِبن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اُس کا یہ جواب عجیب لگا، آپؓ نے فرمایا کہ پھر ایسا کرو کہ ایک بکری ہمارے ہاتھ فروخت کر دو، ہم اُسے ذبح کر کے کچھ گوشت تمہیں دے دیں گے اُس سے تم اِفطار کر لینا۔

اُس نے کہا کہ یہ بکریاں میری نہیں ہیں میرے آقا کی ہیں (اَور مجھے فروخت کرنے کا اِختیار نہیں ہے)۔

حضرت اِبن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس کی یہ دیانت و عبادت دیکھی تو اُسے تھوڑا سا آزمانا چاہا، فرمایا کہ اَگر تم اَپنے آقا سے جواب میں یہ کہہ دو گے کہ اُسے بھیڑیا کھا گیا تھا تو وہ کیا کہے گا۔

اُس نے یہ بات سُنی اَور اَپنی دونوں اُنگلیاں آسمان کی طرف اُٹھا کر کہا فَاَیْنَ اللّٰہُ ؟ پھر خدا کہاں ہے ؟ اَور چلا گیا۔

حضرت اِبن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اِس جواب کا بہت اَثر ہوا اَور بار بار دہراتے رہے قَالَ الرَّاعِیُ فَاَیْنَ اللّٰہُ ؟ (چرواہا کہتا ہے ! پھر اللہ کہاں ہے ؟)۔''

اِس واقعہ میں ایک غلام کی دیانت داری ،محنت اَور کسبِ حلال کا حال معلوم ہو رہا ہے اگر وہ ساری باتیں کر لیتا لیکن کسبِ حلال نہ ہوتا تو سب بیکار تھا۔

حدیث پاک میں اِرشاد ہے :

اِنَّ اللّٰہَ طَیِّبٌ لَا یَقْبَلُ اِلَّا طَیِّبًا وَاَنَّ اللّٰہَ اَمَرَ الْمُؤْمِنِیْنَ بِمَا اَمَرَبِہِ الْمُرْسَلِیْنَ فَقَالَ ﴿ یٰاَیُّھَا الرُّسُلُ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبَاتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ﴾ وَقَالَ تَعَالٰی : ﴿ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُلُوْا مِنْ طَیِّبَاتِ مَا رَزَقْنٰکُمْ ﴾ ثُمَّ ذَکَرَالرَّجُلَ یُطِیْلُ السَّفَرَ اَشْعَثَ اَغْبَرَ یَمُدُّ یَدَیْہِ اِلَی السَّمَآءِ یَارَبِّ یَارَبِّ وَ مَطْعَمُہٗ حَرَامٌ وَمَشْرَبُہٗ حَرَامٌ وَ مَلْبَسُہٗ حَرَامٌ وَ غُذِیَ بِالْحَرَامِ فَاَنّٰی یُسْتَجَابُ لِذَالِکَ ؟

(مشکوۃ شریف رقم الحدیث ۲۷۶۰)

''حق تعالیٰ عیوب سے پاک ہیں اَور وہ مالِ حلال ہی قبول فرماتے ہیں اَور حق تعالیٰ نے مومنین کو اُس بات کا حکم فرمایا ہے کہ جس کا رسولوں کو حکم فرمایا تھا (کیونکہ ایک جگہ فرمایا) حلال راہوں سے کھاؤ اَور نیک کام کرو (تو دُوسری جگہ عام مؤمنین کو خطاب کر کے یہی بات فرمائی) اِرشاد فرمایا اے اِیمان والو ! حلال چیزیں کھاؤ جو ہم نے تمہیں عطا کی ہیں پھر فرمایا کہ ایک آدمی لمبا سفر کرتا ہے پراگندہ سر اَور غبار آلود ہوتا ہے اَپنے ہاتھ آسمان کی طرف دَراز کر کے یَارَبِّ یَارَبِّ کہتا ہے حالانکہ اُس کا کھانا حرام ہے پینا حرام ہے لباس حرام ہے اَور اُسے (پہلے ہی سے) حرام پر پالا گیا ہے تو ایسے آدمی کی دُعا کہاں قبول کی جائے گی۔''

اُس غلام کی یہ محنت و دیانت رائیگاں نہیں گئی بلکہ حضرت عبداللہ مدینہ منورہ تشریف لائے تو اُس کے آقا کے پاس آدمی بھیجا اَور اُس غلام کو اَور اُن بکریوں کو خرید کر غلام کو آزاد کردیا اَور اُسے وہ بکریاں بخش دیں۔

حق تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے کہ ﴿ اِنَّا لَانُضِيْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ﴾ (پارہ ۱۵ ع ۱۶)
''جو اَچھا کام کرتا ہے ہم اُس کا اَجر رائیگاں نہیں جانے دیتے۔''

☆ اِبن جوزی رحمۃ اللہ علیہ ایک اِسی قسم کے مقبولِ بارگاہ بندے کا ذکر کرتے ہیں جو مدینہ منورہ میں رہا کرتے تھے کہ محمد اِبن منکدر فرماتے ہیں کہ

''میں ایک مرتبہ رات کو منبر کے سامنے دُعا مانگ رہا تھا کہ ایک شخص پر نظر پڑی جو اُسطوانہ (ستون) کے پاس سر اُوپر اُٹھا کر دُعا کررہا تھا :

اے پروردِگار ! قحط، تیرے بندوں کے لیے قحط بہت شدید ہوگیا ہے۔

اے پروردِگار ! میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ تو ضرور بارش نازل فرمادے۔

اِس کے بعد تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ بادل آیا اَور بارش شروع ہوگئی۔

اِبن منکدر اَپنے دِل میں سوچنے لگے کہ ایسا شخص مدینہ شریف میں موجود ہے اَور میں اُس سے متعارف نہیں ہوں تو جی چاہا کہ ایسے بزرگ سے ضرور واقفیت حاصل کی جائے، وہ صاحب جب نمازِ فجر سے فارغ ہوئے تو اُنہوں نے اَپنے سر پر کچھ اَوڑھا اَور چل دیے۔ اِبن منکدر نے اُن کے پیچھے پیچھے جا کر اُن کی رہائشگاہ دیکھ لی اَور پھر دِن میں دُوسرے وقت وہاں ملنے کے لیے پہنچے تو اَندر سے لکڑی تراشنے کی آواز آرہی تھی۔ اِنہوں نے اِجازت چاہی اَندر پہنچے تو دیکھا کہ وہ خود لکڑی کے پیالے تراش رہے ہیں۔

اِبن منکدر نے اُن سے گفتگو کے دَوران دَرخواست کی کہ اَگر آپ کو اِتنا دیا جائے کہ آپ یکسو ہو کر خدا کی عبادت کرتے رہیں تو کیسا ہو ؟

اُنہوں نے اِنکار کر دیا اَور ہدایت کی کہ اِس رات کی بات کی تشہیر نہ کریں نہ میری زندگی بھر کسی کو بتلائیں اَور نہ ہی یہاں ملنے آیا کریں۔ اَگر آپ آتے رہے تو لوگوں میں میری شہرت ہو جائے گی۔''

اِس واقعہ میں یہ سبق ہے کہ مسلمان کو چاہیے کہ اَپنے ہاتھ سے محنت کر کے کمائے، رزقِ حلال حاصل کرے۔

اَور اِس سے پہلے مذکورہ بالا حدیث شریف میں آپ نے دیکھا کہ مالِ حرام اَکٹھا کرنے والے کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ اُس کی دُعا قبول نہیں ہوتی، اِس کے بالمقابل اِس عابدِ مدینہ منورہ کی دُعا کیسے قبول ہوئی بلکہ وہ کیسے ''مستجاب الدعوات'' تھے۔

عام لوگوں کا تو ذکر ہی کیا، اللہ کے اَنبیاء کبھی بھی خالی نہیں بیٹھے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بکریاں چرانا تو قرآنِ حکیم میں ہے اَور سب اَنبیاءِ کرام کا بکریاں چرانا حدیث شریف میں مذکور ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ ''ہر نبی نے بکریاں چرائی ہیں۔''

ایک دفعہ اِرشاد فرمایا :

مَا اَکَلَ اَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ خَیْرًا مِنْ اَنْ یَّأْکُلَ مِنْ عَمَلِ یَدَیْہِ وَاَنَّ نَبِیَّ اللّٰہِ دَاوٗدَ کَانَ یَأْکُلُ مِنْ عَمَلِ یَدَیْہِ.

(بخاری شریف کتاب البیوع رقم الحدیث ۲۰۷۲)

''اَپنے ہاتھ کی محنت سے کمائے ہوئے سے بہتر رزق کسی نے کبھی نہیں کھایا اَور اللہ کے نبی داوٗد علیہ السلام اَپنے ہاتھ کی محنت سے رزق حاصل کر کے کھایا کرتے تھے۔''

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے سچے رسول اَیُّ الْکَسْبِ اَفْضَلُ کون سی کمائی اَفضل ہے ؟

قَالَ عَمَلُ الرَّجُلِ بِیَدِہٖ وَکُلُّ بَیْعٍ مَبْرُوْرٍ اِرشاد فرمایا کہ اِنسان کی اَپنے ہاتھ کی کمائی اَور ہر وہ خرید و فروخت جو (مذہبًا درست ہو اَور) اللہ کے نزدیک بھلی ہو۔

جنابِ رسالت مآب ﷺ نے مکی زندگی میں تجارت کی ہے اَلبتہ مدینہ منورہ میں حالات دُوسرے تھے وہاں جہاد کا سلسلہ زیادہ رہا۔

قرآنِ پاک ایسی ہی پاکیزہ کمائی خرچ کرنے کا مطالبہ کرتا ہے۔

﴿ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبَاتِ مَاکَسَبْتُمْ ﴾ (پارہ ۳ ع ۵)

''اے اِیمان والو ! اَپنی کمائی میں سے پاکیزہ چیزیں خرچ کرو۔''

رسالت مآب ﷺ نے ایک مرتبہ یہ جملہ بھی اِرشاد فرمایا :

عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَۃٌ ''ہر مسلمان پر صدقہ دینا لازم ہے۔'' (بخاری شریف ص ۱۹۴)

گویا اِس طرح کمانے پر آمادہ فرمایا اَور کمائی کے طریقے بھی بتلائے۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ اگر تم میں سے کوئی رسی لے کر اَپنی پیٹھ پر لکڑیوں کا گٹھہ لاد کر لائے اَور بیچ دے اَور اللہ تعالیٰ (اِس کے ذریعے) اُس کے چہرے کو ذلت سے بچالے تو یہ اُس کے لیے بہتر ہے بہ نسبت اِس کے کہ لوگوں سے سوال کرے اَور لوگ دیں یا منع کریں۔ (بخاری شریف ص ۱۹۶)

حضرت اِبن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب صدقہ کی آیت اُتری تو ہم بوجھ اُٹھا اُٹھا کر کمایا کرتے تھے (اَور صدقہ دیا کرتے تھے)۔ (بخاری شریف ص ۱۹۰)

حضرت حکیم بن حزام حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے ہیں فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے مانگا تو آپ نے عنایت فرمادیا، اِسی طرح تین دفعہ ہوا۔ تیسری دفعہ میرے سوال کے مطابق عطا فرما کر رسول اللہ ﷺ نے کچھ نصیحتًا اِرشاد فرمایا اُس میں یہ جملہ بھی تھا :

اَلْیَدُ الْعُلْیَا خَیْرٌ مِّنَ الْیَدِ السُّفْلٰی یعنی دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔

(بخاری شریف ص ۱۹۲)

رسول اللہ ﷺ کی نصیحتوں کے بعد اُنہوں نے اِس پر اِتنی سختی سے عمل کیا کہ کبھی کسی سے کچھ نہیں لیا اَپنی کمائی پر زندگی بسر کی۔

حضرت حکیم بن حزامؓ نے ایک دُوسری روایت میں ایک نہایت پیارا جملہ رسول اللہ ﷺ سے نقل فرمایا ہے کہ آپ نے ایک موقع پر اِرشاد فرمایا :

مَنْ یَّسْتَعْفِفْ یُعِفَّهُ اللّٰهُ وَمَنْ یَّسْتَغْنِ یُغْنِهِ اللّٰهُ . (بخاری ص ۱۹۲)

''جو (سوال وغیرہ عیوب سے) پاک رہنا چاہے اللہ اُسے پاک رکھتا ہے اَور جو (لوگوں اَور مخلوق سے) بے نیاز رہنا چاہے اللہ اُسے بے نیاز کر دیتا ہے۔''

غرض ایک مسلمان کو طرح طرح دیانت داری، محنت، جانفشانی اَور رزقِ حلال حاصل کرنے کی تعلیم دی گئی ہے اَور وعدہ کیا گیا ہے کہ اگر تم نے ایسا کیا تو خدا کی مدد تمہارے شاملِ حال ہوگی۔

☆ آخر میں ایک واقعہ جو اِبنِ جوزیؒ نے سنداً نقل کیا ہے پیش کرتا ہوں اَور اِسی پر اِس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔ عبداللہ بن فرج نے ایک سبق آموز واقعہ نقل کیا ہے کہ

''ایک مرتبہ گھر میں مرمت کا کام کرانے کے لیے آدمی کی تلاش میں نکلا لوگوں نے کہا کہ دیکھو وہ شخص ہے اُس سے بات کرلو، میں نے دیکھا کہ ایک خوبصورت آدمی ہے جس کے پاس معماروں کا سامان ہے۔

میں نے اُس سے کہا کہ کام کروگے ؟

اُس نے کہا میری اُجرت ایک درہم اَور ایک دَانق[۱] ہوتی ہے۔ اَور میری یہ شرط ہے کہ جب اَذان ہوگی میں کام چھوڑ دُوں گا تاکہ کپڑے بدل کر بدن پاک کر کے نماز جماعت سے پڑھ سکوں، ظہر اَور عصر کے وقت میں ایسے کروں گا۔

اُس نے اِس اُجرت پر تین دِن بڑی جفاکشی سے خاموشی کے ساتھ کام کیا۔

اِس کے بعد ایک دفعہ اَور ضرورت ہوئی تو میں اُس کی تلاش میں نکلا۔ معلوم ہوا کہ وہ ہفتہ میں فلاں دِن ایک دفعہ آتا ہے۔ میں اُسی دِن گیا اَور اُسے لے آیا لیکن اِس دفعہ میں نے جب اُس سے بات کی تو میرا جی چاہا کہ درہم کے ساتھ دانق لگانے کی وجہ معلوم کروں، اِس لیے اُس نے جب کہا کہ

---

[۱] دَانِقْ = 1/6 درہم

میں ایک درہم اَور ایک دانق لوں گا۔

تو میں نے گول مول بات کی اَور کہا کہ ہاں درہم۔

اُس نے کہا کہ ''درہم اَور دانق''

میں نے کہا'' چلو ! ''

شام کو میں نے اُسے ایک درہم دیا۔

کہنے لگا یہ کیا ہے ؟

میں نے کہا کہ درہم ہے۔

اُس نے کہا کہ میں نہیں کہا تھا کہ میں ایک درہم اَور ایک دانق لوں گا، اُف ! تم نے میرا انظام درہم برہم کر دیا۔

میں نے کہا کہ میں نے تو ایک درہم کہا تھا۔

وہ کہنے لگا کہ میں اَب کچھ نہیں لوں گا۔

میں نے اُسے درہم اَور دانق دیا اَور کہا ''لو''۔

اُس نے کہا سبحان اللہ ! میں کہہ چکا ہوں کہ میں نہیں لوں گا اَور تم اِصرار کررہے ہو وہ اِنکار کر کے چلے گئے !

میں گھر آیا تو بیوی نے مجھے ملامت کی۔

اِس کے بعد ایک دفعہ میں اُن کی تلاش میں پھر گیا مکان دَریافت کیا اَندر آنے کی اِجازت چاہی دیکھا تو اُن کو پیٹ کی کوئی تکلیف تھی۔اَور سوائے کاریگری کے دو اَوزاروں کے گھر میں کچھ نہ تھا۔

میں نے سلام کیا اَور عرض کیا کہ مجھے آپ سے کام ہے اَور مومن کو خوش کرنے کی فضیلت آپ کو معلوم ہی ہے، میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ میرے پاس گھر میں یہ بیماری کے دِن گزار لیں۔

وہ کہنے لگے کیا واقعی تم یہ چاہتے ہو ؟

میں نے کہا جی ہاں۔

اُنہوں نے کہا تین شرطوں کے ساتھ ایسا ہو سکتا ہے۔

میں نے کہا مجھے یہ بھی منظور ہے۔

کہنے لگے کہ جب تک میں کھانے کے لیے خود ہی نہ کہوں آپ مجھ سے کھانے کی فرمائش نہ کریں۔

اَور جب میرا اِنتقال ہو جائے تو مجھے میری اِسی چادر اَور جبہ میں دفن کر دیں۔

میں نے کہا میں ایسا ہی کروں گا۔

کہنے لگے تیسری شرط اِن سب سے زیادہ سخت ہے اَور ہے بھی مشکل۔

میں نے کہا کہ چاہے مشکل ہو مجھے منظور ہے۔

وہ اُنہوں نے نہیں بتلائی مگر میں اُنہیں ظہر کے وقت اَپنے مکان پر لے آیا۔

رات گزری تو صبح کو اُنہوں نے مجھے آواز دے کر کہا کہ

یہ میرے نزع کا وقت ہے میرے جبہ کی آستین میں ایک تھیلی ہے وہ کھولو۔

میں نے کھولی تو اُس میں ایک اَنگوٹھی تھی اُس پر سرخ نگ جڑا ہوا تھا۔

وہ کہنے لگے میری موت کے بعد جب دفن سے فارغ ہو جاؤ تو یہ اَنگوٹھی ہارون کو جو اَمیر المؤمنین ہیں، دے دینا ! اَور یہ کہہ دینا کہ اِس انگوٹھی والے نے یہ پیغام دیا ہے کہ

آپ اَپنے اِس نشہ غفلت میں موت کے آنے سے بچیں کیونکہ اَگر اِسی حالت میں موت آئی تو ندامت اُٹھانی پڑے گی۔

جب میں اُن کی تدفین سے فارغ ہوا تو میں نے معلومات حاصل کیں کہ ہارون رشید کس دِن عوام سے ملاقات کرتے ہیں میں نے ایک پرچا لکھا اَور اُنہیں دے دیا

مگر بڑی تکلیف سے میں اُن تک پہنچ سکا۔

جب ہارون نے اَپنے محل میں جا کر یہ رُقعہ پڑھا تو مجھے بلا لیا اَور کچھ ڈانٹ ڈپٹ کی۔ میں نے اُس کے غصہ کے تیور دیکھ کر اَنگوٹھی نکالی۔ جب اُس نے اَنگوٹھی دیکھی تو پوچھا کہ تمہارے پاس یہ اَنگوٹھی کہاں سے آئی ؟

میں نے کہا کہ مجھے تو ایک معمار نے دی ہے۔

اُس نے بہت تعجب سے کہا معمار نے ! معمار نے ! پھر مجھے اُس نے اَپنے نزدیک بلا لیا۔

میں نے کہا ''اے اَمیر المؤمنین ! اُس نے مجھے ایک وصیت بھی کی تھی۔''

اُس نے کہا کہو کیا وصیت کی تھی ؟

میں نے کہا کہ اَمیر المؤمنین ! اُس نے مجھ سے یہ کہا تھا کہ جب یہ اَنگوٹھی پہنچا دو تو کہنا کہ اِس اَنگوٹھی والے نے آپ کو سلام کہا ہے اَور یہ کہا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کو اِس نشہ غفلت میں موت آئے کیونکہ اَگر اِس حالت میں موت آئے تو ندامت اُٹھانی پڑے گی۔

ہارون رشید یہ بات سنتے ہی کھڑا ہو گیا اَور اَپنے آپ کو بچھے ہوئے فرش پر زور سے گرا کر تڑپنے لگا اَور زبان سے کہتا جاتا تھا کہ

'' اے پیارے بیٹے ! تو نے اَپنے باپ کو (صحیح) نصیحت کی ''

میں یہ دیکھ رہا تھا اَور دِل میں سوچ رہا تھا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ اِس کا بیٹا تھا پھر تھوڑی دیر بعد طبیعت سنبھلی تو بیٹھ گیا اَور لوگ پانی لائے اِس کا منہ پونچھا تو مجھ سے پوچھنے لگا کہ تمارا اِس سے کیسے تعارف ہوا ؟

تو میں نے سارا واقعہ سنایا۔

وہ پھر رونے لگا پھر اُس نے خود ہی بتلایا کہ

یہ میرا سب سے پہلا لڑکا تھا میرے والد میری شادی زُبیدہ سے کرنی چاہتے تھے اَور میں نے اُن کی اِطلاع کے بغیر اِس کی والدہ سے شادی کر لی تھی وہ بہت خوبصورت خاتون تھی، اُس سے یہ بچہ پیدا ہوا، میں نے والد کا منشاء دیکھتے ہوئے اِن دونوں کو بصرہ پہنچا دیا۔ اُس بیوی کو یہ اَنگوٹھی اَور دیگر اَشیاء دیں اَور کہا کہ اَپنے آپ کو چھپائے رکھنا اَور اگر میں تخت نشین ہو جاؤں تو میرے پاس آ جانا۔

اِس لڑکے نے علم حاصل کیا اَور قرآنِ پاک حفظ کیا، بہت اچھی صلاحیتیں تھیں۔

میں نے تختِ خلافت پر بیٹھتے ہی اِنہیں تلاش کیا

تو معلوم ہوا کہ اِن دونوں کا اِنتقال ہو گیا ہے اَور یہ پتہ نہ چل سکا کہ لڑکا حیات ہے

تم یہ بتلاؤ کہ اُسے تم نے کہاں دفن کیا ہے ؟

میں نے کہا مقابرِ عبداللہ بن مالک میں۔

پھر ہارون، عبداللہ بن فرج کے ساتھ اُس کی قبر پر گیا، رات بھر روتا رہا، اَپنے سر اَور داڑھی کو قبر پر پھیرتا تھا اَور بار بار کہتا تھا :

'' بیٹا ! تو نے اَپنے باپ کو نصیحت کر دی ''

میں ہارون کی اِس حالت کو دیکھ کر رونے لگا صبح کے وقت واپس آیا۔

ہارون رشید نے عبداللہ بن فرج کے لیے دس ہزار درہم کا حکم فوراً ہی دے دیا اَور کہا کہ تم اَور تمہارے اہل و عیال وغیرہ جن کی بھی تم پر ذمہ داری ہے سب کو اَپنے گھر والوں کے ساتھ لکھے لیتا ہوں، تم نے میرے بیٹے کی تجہیز و تکفین کی ہے، تمہارا مجھ پر حق ہے بلکہ میں اَپنے بعد آنے والے خلیفہ کو بھی تمہارے متعلق وصیت کر جاؤں گا۔''

بہر حال اِس قصہ سے یہ معلوم ہو رہا ہے کہ اہل اللہ اَپنی محنت اَور قوتِ بازو کی کمائی پر قناعت پسند کیا کرتے تھے اَور وہ اللہ کے پیارے تھے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی رزقِ حلال نصیب فرمائے اَور اپنی رضا و توفیقِ مرضیات سے نوازے، آمین۔